كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿١٩﴾

خبردار! اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔ (۱۹)

سُوْرَةُ الْقَدْرِ

سورۂ قدر مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔[۱] (۱)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾

تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟[۲] (۲)

الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگا' اس سے کہا گیا' کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ "میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی خندق' ہولناک منظر اور بہت سارے پر ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر یہ میرے قریب ہوتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے"۔ (کتاب صفة القیامة' باب إن الإنسان لیطغیٰ) الزَّبَانِيَة' داروغے اور پولیس۔ یعنی طاقتور لشکر' جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

☆ اس سورت کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ قَدْرٌ کے معنی قدر و منزلت بھی ہیں' اس لیے اسے شب قدر کہتے ہیں' اس کے معنی اندازہ اور فیصلہ کرنا بھی ہیں' اس میں سال بھر کے لیے فیصلے کیے جاتے ہیں' اسی لیے اسے لَيْلَةُ الْحُكْمِ بھی کہتے ہیں' اس کے معنی تنگی کے بھی ہیں۔ اس رات اتنی کثرت سے زمین پر فرشتے اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ شب قدر یعنی تنگی کی رات' یا اس لیے یہ نام رکھا گیا کہ اس رات جو عبادت کی جاتی ہے' اللہ کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے اور اس پر بڑا ثواب ہے۔ اس کی تعیین میں بھی شدید اختلاف ہے۔ (فتح القدیر) تاہم احادیث و آثار سے واضح ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اس کو مبہم رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ پانچوں ہی طاق راتوں میں اس کی فضیلت حاصل کرنے کے شوق میں' اللہ کی خوب عبادت کریں۔

(۱) یعنی اتارنے کا آغاز کیا' یا لوح محفوظ سے اس بیت العزت میں' جو آسمان دنیا پر ہے' ایک ہی مرتبہ اتار دیا' اور وہاں سے حسب وقائع نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا رہا تا آنکہ ۲۳ سال میں پورا ہو گیا۔ اور لیلۃ القدر رمضان میں ہی ہوتی ہے' جیسا کہ قرآن کی آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرة' ۱۸۵) سے واضح ہے۔

(۲) اس استفہام سے اس رات کی عظمت و اہمیت واضح ہے' گویا کہ مخلوق اس کی تہ تک پوری طرح نہیں پہنچ سکتی' یہ صرف ایک اللہ ہی ہے جو اس کو جانتا ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣	شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔[1] (۳)
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝٤	اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔[2] (۴)
سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥	یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے[3] اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔(۵)

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ

سورۂ بینہ مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ

اہل کتاب کے کافر[4] اور مشرک لوگ[5] جب تک کہ

---

(۱) یعنی اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور ہزار مہینے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ پر اللہ کا کتنا احسان عظیم ہے کہ مختصر عمر میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے کیسی سہولت عطا فرما دی۔

(۲) روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، یعنی فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سمیت، اس رات میں زمین پر اترتے ہیں، ان کاموں کو سرانجام دینے کے لیے جن کا فیصلہ اس سال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۳) یعنی اس میں شر نہیں۔ یا اس معنی میں سلامتی والی ہے کہ مومن اس رات کو شیطان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ یا فرشتے اہل ایمان کو سلام عرض کرتے ہیں، یا فرشتے ہی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ شب قدر کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص یہ دعا بتلائی ہے «اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي» (ترمذی أبواب الدعوات، ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیة)

☆ اس کا دوسرا نام سورۂ لَمْ يَكُنْ بھی ہے۔ حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سورۂ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ تجھے پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" جس پر (مارے خوشی کے) حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورة لم یکن)

(۴) اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

(۵) مشرک سے مراد عرب و عجم کے وہ لوگ ہیں جو بتوں اور آگ کے پجاری تھے۔ مُنفَكِّينَ باز آنے والے، بَيِّنَةٌ (دلیل) سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ اور عرب و عجم کے مشرکین اپنے کفر و شرک سے باز آنے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ان کے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن لے کر آجائیں اور وہ ان کی ضلالت و جہالت بیان کریں اور انہیں ایمان کی دعوت دیں۔